بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ادب کی اہمیت

تصنیف

فقیہِ عصر
حضرت
قبلہ مفتی محمد امین صاحب
دامت برکاتہم العالیہ
آستانہ عالیہ محمد پورہ شریف، فیصل آباد

tablighulislam
PyaareNabiKiBaatain

آنکھوں دیکھا حال

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم۔

فقیر ابو سعید محمد امین غفرلہٗ کو حرمین طیبین یعنی مکّہ مکرّمہ اور مدینہ منورہ کی متعدد بار حاضری نصیب ہوئی وہاں کے کچھ حالات جو دیکھنے میں آئے وہ سپرد قلم کئے جا رہے ہیں۔

۱

ایک دن فقیر ظہر کی نماز پڑھ کر حرم مکی ﴿مسجد حرام﴾ میں بیٹھا تھا کہ ایک صاحب آئے تو دوسرے صاحب جو کہ پہلے سے وہاں بیٹھے تھے اُٹھ کر کھڑے ہوگئے اور آنے والے کا استقبال کیا پھر وہ دونوں بیٹھ گئے اور قرآن پاک کا دور(۱) شروع کر دیا اب مجھے معلوم ہوا کہ یہ دونوں حافظ قرآن ہیں پڑھتے پڑھتے مشابہ لگا ایک کہے یُوں ہے دوسرا کہے یُوں ہے تو انہوں نے دیوار کے اُوپر سے قرآن مجید اٹھایا اور دیکھا غلطی تو

(۱) قرآن مجید کا دور یوں ہوتا ہے کہ ایک پڑھتا ہے اور دوسرا سُنتا ہے۔

نکل گئی مگر انہوں نے اپنی سہولت کے لئے قرآن پاک کو رحل پر رکھ کر اپنے پاس ہی رکھ لیا اور پھر پڑھنا شروع کر دیا تو وہاں ایک آدمی جو کعبہ مکرمہ کی طرف پاؤں پھیلائے بیٹھا تھا وہ بار بار پاؤں کا انگوٹھا قرآن پاک کے ساتھ لگا دیتا۔ یعنی حرکت کرتے ہوئے اس کا پاؤں قرآن پاک کے ساتھ لگ جاتا حالانکہ وہ دیکھ رہا تھا جب دو تین بار اس نے ایسا ہی کیا تو میں نہ رہ سکا اور اس حافظ قرآن سے عربی میں پُوچھا:

یہ کیا چیز ہے؟ اس نے کہا: **هذا كتاب رب العالمين**

یعنی یہ اللہ رب العالمین کی کتاب ہے۔

تو میں نے کہا دیکھ یہ کیا کر رہا ہے بار بار اپنا پاؤں قرآن مجید کے ساتھ لگا رہا ہے اس پر اس حافظ قرآن نے اس بد بخت کو ڈانٹا تو پھر اس نے پاؤں پیچھے کیا۔

نعوذ باللہ من ذالک

۲

مسجد حرام میں ایک شخص قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا۔ اسی دوران اسے نیند آ گئی تو اس نے قرآن پاک اپنے جوتے پر رکھ دیا اور

لیٹ گیا۔ حالانکہ جوتے اور قرآن مجید کے درمیان کوئی چیز حائل نہ تھی۔ ﴿معاذ اللہ﴾

۳

۱۹۷۲ء کا واقعہ ہے کہ میں اور میرا بھتیجا حاجی غلام سرور مسجد نبوی شریف میں نماز مغرب سے پہلے قالین پر بیٹھے تھے کہ اچانک عرب ممالک کے دو باشندے ہمارے آگے آ کر بیٹھ گئے ان میں سے ایک کے ہاتھ میں چھوٹا سا بیگ تھا اس نے رکھ کر اسے کھولا اور اس میں ہاتھ ڈال کر جوتا ﴿ہوائی چپل﴾ نکالا اور صف پر رکھ دیا پہلے تو میں دیکھ کر بڑا خوش ہوا کہ یہ کتنا مؤدب ہے مسجد نبوی شریف میں جوتا چھپا کر لایا ہے۔ لیکن اس نے وہ جوتا قالین پر رکھ کر دوسری بار بیگ میں ہاتھ ڈالا اور نیچے سے قرآن پاک نکال کر پڑھنا شروع کر دیا۔ یہ دیکھ کر بڑا دکھ ہوا کہ یہ لوگ کتنے بے ادب ہیں کہ بیگ میں قرآن پاک رکھا ہے اور اس کے اُوپر جوتا رکھا ہوا ہے۔ فالی اللہ المشتکی

۴

عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ قرآن مجید الماریوں میں رکھ کر صفوں کے درمیان وہ الماریاں رکھی ہوئی ہیں اور وہاں کے باشندے اس بات کی پرواہ نہیں کرتے کہ جوتا ان رکھے ہوئے قرآن مجید کے اُوپر سے گذار دیتے ہیں۔

۵

وہاں اکثر لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ ان الماریوں کے ساتھ جوتا رکھ دیتے ہیں اور کوئی پرواہ نہیں کرتے اگر کہا جائے تو جواباً وہ لوگ کہہ دیتے ہیں کیا ہوا اگر جوتا ساتھ رکھ دیا آخر وہ بھی لکڑی ہی ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر کوئی وزیر یا گورنر بیٹھا ہو اور کوئی شخص اس کے ساتھ جوتا رکھ دے کیا کوئی ایسا کر سکتا ہے۔ اگر نہیں کر سکتا تو قرآن مجید جس کو عوام کی زبان میں دو جہاں کا بادشاہ کہا جاتا ہے اس کے ساتھ جوتا رکھ دینا کیوں بے ادبی نہ ہوگی۔

۶

ہمارے اکابر کی تربیت کا اثر ہے کہ خانہ کعبہ کی طرف پاؤں پھیلا کر لیٹنا بے ادبی سمجھی جاتی ہے حالانکہ یہاں سے ہزاروں میل کے فاصلہ پر خانہ کعبہ ہے مگر وہاں بے ادبی یہاں تک دیکھی گئی کہ حطیم کعبہ جو کہ خانہ کعبہ کی دیوار ہے اس کے اُوپر جوتے رکھے ہوئے ہیں۔

﴿العیاذ باللہ۔ العیاذ باللہ﴾

۷

روضہء انور کی زیارت کے لئے حاضر ہونے والوں میں بعض کو دیکھا گیا ہے کہ وہ جوتا ہاتھ میں پکڑے ہوئے جالی کے قریب کھڑے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ایسے بے ادب لوگوں کو ادب کی توفیق عطا کردے۔

ان حالات کے پیش نظر فقیر نے یہ کتابچہ لکھا ہے تا کہ میرے مسلمان بھائی ادب کر کے اللہ تعالےٰ کو راضی کرسکیں۔ پڑھئے اور اندازہ کیجئے کہ

ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

اللہ تعالےٰ سب کو ادب کی توفیق عطا کرے تا کہ ہم بے ادبی کر کے نیکیوں کو برباد کر کے دوزخ کے حقدار نہ بن جائیں۔

والله تعالےٰ الهادی ونعم الوکیل ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم وصل الله تعالےٰ علےٰ حبیبه سید الانبیاء والمرسلین وعلےٰ اله واصحابه اجمعین.

فقیر ابوسعید محمد امین غفرلہٗ والوالدیہ ولاحبابہ

۱۳ رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ

ادب کی اہمیّت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم ط

نحمدک یامن ادب عباده المؤمنين وقال تعالٰے لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبّی ولا تجهروا لهٗ بالقول کجهر بعضکم لبعضٍ ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون وصلی اللّٰه تعالٰے علی حبیبهٖ ورسوله خیر خلق اللّٰه وسیّد المرسلین وعلٰے الهٖ واصحابه اجمعین.

امابعد! ادب سراسر دین ہے۔ ادب چراغِ راہ مبین ہے۔ ادب رضائے ربّ العالمین ہے ادب ہے تو دینؔ ہے ادب نہیں تو کچھ بھی نہیں.

مخدوم الاولیاء سیّدی سید محمد بہاؤ الدین شاہ نقشبند بخاری قدس سرہ نے فرمایا: الطریق کله‘ ادب. دین سارے کا سارا ادب ہے

نیز سیدنا امام ربانی مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ نے فرمایا:

الطریق کلہ‘ ادب مثل مشہوراست ہیچ بے ادب باخدانہ رسد۔ ﴿حالات مشائخ نقشبندیہ ص ۱۹۰﴾

ادب سارے کا سارا راہ حق ہے اور یہ مثال مشہور ہے کہ کوئی بے ادب خُدا تعالےٰ تک نہیں پہنچ سکتا۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو باادب رکھے اور بے ادبی سے بچائے وہی حامی وناصر ہے اور وہی کارساز ہے۔ علیه توکلت و الیه انیب

ادب کا ثبوت

ا

جب سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کوہِ طور پر جاتے ہوئے وادی مُقدس میں پہنچے تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا:

فاخلع نعلیک انک بالواد المقدس طویٰ.

﴿قرآن مجید﴾

اے میرے کلیم اپنا جوتا اتار لو کیونکہ یہ وادی مُقدّس ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ حکم وادی کے ادب کے لئے دیا گیا تھا۔ حواشی جلالین میں ہے:

طویٰ اسم وادبالشام وامر بخلع النعلین لان الحفوة ادخل التواضع وحسن الادب ○ ﴿سورہ طٰہٰ﴾

یعنی طوی ملک شام میں ایک وادی کا نام ہے اور اللہ تعالےٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو جوتے اتارنے کا حکم اس لئے دیا کہ ننگے پاؤں چلنا یہ تواضع میں داخل ہے اور یہ بہت اچھا ادب ہے اور تفسیر ضیاء القرآن میں ہے یہ طوی کی مُقدس وادی ہے۔ ادب واحترام کا تقاضا ہے کہ جوتے اتاردو۔ ﴿تفسیر ضیاء القرآن، سورہ طٰہٰ پارہ ۱۶/۹﴾

۲

نیز قرآن مجید میں ہے:

یاایھا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون. ﴿سورہ حجرات پارہ ۲۶﴾

اے ایمان والو اپنی آوازوں کو میرے نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ زور سے بولو جیسے تم ایک دوسرے کو زور سے آواز دے کر بلاتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال اس بے ادبی کی وجہ سے ملیامیٹ ہو جائیں اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے۔ تفسیر ضیاء القرآن میں ہے اگر تم سے آواز اُونچا کرنے کی بے ادبی ہوگئی تو اس کا انجام یہ ہوگا کہ تمہارے

سارے اعمال برباد ہو جائینگے۔

۳

نیز قرآن مجید میں ہے: وتعزورہٗ وتوقروہٗ.

یعنی میرے حبیب کی تعظیم وتوقیر کرو ﴿صلی اللہ علیہ وسلم﴾

ادب کرنے والے

۱

حیدر کرار حضرت علی شیر خدا باب مدینہ علم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی اپنی شرمگاہ کی طرف نظر نہ کی کیونکہ اس نظر سے جمال مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیا کرتے تھے۔

ولم یقع نظر علی رضی اللّٰہ تعالےٰ عنہُ الیٰ عورتہٖ حذرا من ان یراھابالعین التی یرای بھا جمال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم ٥

﴿تفسیر روح البیان سورہ اعراف﴾

۲

سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب سے رحمت

کائنات سیّدِ دوعالم ﷺ کے ہاتھ مبارک پہ بیعت کی کبھی دایاں ہاتھ اپنی شرمگاہ کو نہ لگایا کیونکہ یہ ہاتھ نبی اکرم ﷺ کے دست مُبارک کے ساتھ لگ چکا ہے اور یہ سب براہ ادب تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۳

سیّدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کبھی نبی اکرم شفیع اعظم ﷺ کا ذکر پاک کرتے یا آپ کے پاس ذکر کیا جاتا تو آپ کا رنگ مُبارک بدل جاتا اور آپ ﴿امام مالک﴾ جھک جاتے۔ ایک دن کسی نے پوچھ لیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں تو فرمایا:

لورأيتم مارأيت لماانكرتم.

جو میں دیکھتا ہوں اگر تم دیکھ لو تو تم کبھی انکار نہ کرو۔ ﴿شفاء شریف﴾

۴

سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں جب بھی کبھی رحمتہ للعالمین ﷺ کا ذکر پاک ہوتا تو آپ کا رنگ مُبارک زرد ہو جاتا نیز سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی بھی بے وضو حدیث

پاک بیان نہ کی۔ ﴿شفا شریف﴾

۵

سیّدنا عبدالرحمٰن بن قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کبھی جان جہاں رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک کرتے تو یوں معلوم ہوتا گویا آپ کے جسم سے خون نچوڑ لیا گیا ہے۔ ﴿شفا شریف﴾

٦

سیّدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کبھی محدث ابن حازم رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں آتے اور حضرت ابن حازم حدیث پاک بیان کر رہے ہوتے تو اگر بیٹھنے کی جگہ نہ ہوتی امام مالک قدس سرہ آگے گذر جاتے پُوچھنے پر فرماتے چونکہ بیٹھنے کی جگہ نہیں تھی اور میں کھڑے کھڑے حدیث پاک سننا پسند نہیں کرتا اس لئے گذر جاتا ہوں۔

﴿شفا شریف﴾

ادب

سیّدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جب کوئی آتا تو آپ خادمہ کو بھیجتے جاؤ پوچھو کوئی مسئلہ پوچھنا ہے یا حدیث پاک سننا ہے اگر آنے والا کہتا کہ میں مسائل پوچھنے آیا ہوں تو آپ باہر تشریف لاتے اور مسائل بتا دیتے اور اگر آنے والا کہتا کہ میں حدیث پاک سننے آیا ہوں تو آپ غسل کرتے خُوشبو لگاتے لباس تبدیل کرتے جبّہ پہنتے عمامہ باندھتے پھر باہر تشریف لاتے اور آپ کے لئے تخت بچھایا جاتا آپ اس پر بیٹھ کر حدیث پاک بیان کرتے اور جب تک حدیث پاک بیان کرتے رہتے اگربتی سلگتی رہتی اور اس تخت پر آپ حدیث پاک بیان کرنے کے سوا کبھی نہ بیٹھتے اور جب آپ سے سوال کیا جاتا کہ آپ یہ اتنا اہتمام کیوں کرتے ہیں تو فرماتے یہ سب حدیث پاک کی تعظیم کے لئے ہے۔

﴿شفا شریف﴾

دعا

اللہ تعالےٰ ایسے حضرات پر جو ہمیں ادب کا سبق سکھا گئے

کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور ان کی قبر کو جنّت کا باغ بنائے۔آمین ﴿ابوسعید غفرلہ﴾

تنبیہ

عزیزم قاری جاوید اقبال سلمہ ساکن گوجرانوالہ نے بیان کیا کہ جب میں غیر مقلد وہابی تھا تو ہم ادب کو کوئی اہمیت نہ دیتے حتیٰ کہ جب بیت الخلاء سے نکلے حدیث پاک کی کتاب بخاری شریف ہاتھ میں لے لی نہ وضو کیا نہ تیمّم۔اس سے پتہ چلا کہ ادب والی جماعت ﴿اہلسنت و جماعت﴾ ہی ادب کرتی ہے۔ فاعتبروا یا اولی الالباب

۸

سیّدنا عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ایک دن حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حدیث پاک پڑھا رہے تھے پیچھے سے بچھو آیا اس نے ڈنگ مار دیا جس سے آپ کا رنگ متغیر ہو گیا لیکن حدیث پاک پڑھاتے رہے حتیٰ کہ بچھو نے سولہ بار آپ کو ڈسا لیکن آپ نے پرواہ نہ کی اور مسلسل حدیث پاک پڑھاتے رہے اور جب فارغ ہوئے تو

میں نے عرض کیا حضور جب آپ حدیث پاک پڑھا رہے تھے تو آپ کا چہرۂ انور متغیّر ہوتا رہا رنگ بدلتا رہا اسکی کیا وجہ تھی تو سیّدنا امام مالک قدس سرہ نے فرمایا جب میں حدیث پاک پڑھا رہا تھا تو بچھو آیا اس نے ڈنگ مارا میں نے براہ ادب توجہ نہ کی لیکن بچھو ڈنگ مارتا رہا حتیٰ کہ اس نے سولہ بار ڈسا اور پھر خود ہی چلا گیا اور میں حدیث پاک بیان کرتا ہی رہا۔

﴿شفاء شریف﴾

9

حضرت ابن مہدی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ایک دن میں سیّدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ وادی عقیق کی طرف جا رہا تھا تو میں نے چلتے ہوئے ایک حدیث پاک پوچھی تو آپ نے مجھے ڈانٹا اور فرمایا میں تو تجھے بڑا باادب جانتا تھا۔ لیکن تو نے چلتے چلتے حدیث پاک پوچھی ہے۔ (ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیے) ﴿شفا شریف﴾

10

سیّدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قاضی جریر نے کھڑے

کھڑے حدیث پاک کے متعلق سوال کیا تو سیدنا امام مالک نے فرمایا اسے قید کر دیا جائے۔ عرض کیا گیا حضور یہ تو قاضی صاحب ہیں یہ سن کر فرمایا اسی لئے تو قید کرنے کا حکم دیا ہے کہ قاضی ہو کر اسنے ادب کیوں نہیں کیا۔ اس نے کیوں کھڑے کھڑے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک کے متعلق سوال کیا ہے۔ ﴿شفا شریف﴾

11

ہشام بن غازی نے سیّدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کھڑے کھڑے حدیث پاک پوچھی تو آپ نے اسے بیس دُرّے لگائے اور پھر بعد میں اس پر شفقت فرمائی اور اسے (ادب و تعظیم کے ساتھ) بیس احادیث مبارکہ سنائیں۔ احادیث مُبارکہ سن کر ہشام مذکور نے کہا کاش کہ امام مالک مجھے زیادہ درّے لگاتے اور زیادہ احادیث مبارکہ سناتے۔ ﴿شفا شریف﴾

اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں نازل کرے ایسے حضرات کی قبروں پر جو ہمیں ادب کا راستہ دکھا گئے۔ وماذالک علیٰ اللہ بعزیز

۱۲

اُمّ المؤمنین اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہیں ان کا باپ ابوسفیان جب کہ وہ ابھی حلقہ بگوش اسلام نہیں ہوئے تھے مکّہ مکرّمہ سے مدینہ منورہ پہنچے اور جب وہ اپنی بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ملنے کے لئے ان کے گھر گئے وہاں ایک بستر بچھا ہوا تھا اس پر بیٹھنے لگے تو ان کی بیٹی ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ بستر اٹھالیا باپ کو تعجب ہوا کہ بجائے اچھا بستر بچھانے کے اس بچھے ہوئے کو بھی اٹھا لیا ہے۔ باپ نے براہ تعجب پوچھا بیٹی یہ بتا کہ یہ بستر میرے قابل نہیں یا میں اس بستر کے قابل نہیں کہ تو نے یہ بستر اٹھالیا ہے بیٹی نے جواب دیا ابّا یہ بستر اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر ہے اور تو مشرک ہے اس لئے میں تجھے کیسے اس بستر پر بٹھا سکتی ہوں۔

باپ کو یہ سنکر سخت رنج ہوا مگر ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس رنج کی پرواہ نہ کی اور براہِ ادب اس عظمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا لحاظ کیا جو ان کے دل میں تھا۔ ﴿طبقات بحوالہ حکایات صحابہ﴾

رضی اللہ تعالیٰ عنہا وجزاھا اللہ تعالیٰ عنا احسن الجزاء

۱۳

سیّدنا خالد بن ولید صحابی رضی اللہ تعالی عنہ کی ٹوپی میں رحمت کائنات سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک سلے ہوئے تھے۔ جنگ کے دوران جب کہ آپ سپہ سالار تھے گھمسان کی جنگ ہورہی تھی اسی دوران آپ کی وہ ٹوپی گرگئی۔ آپ نے سخت کوشش کی اور ٹوپی تلاش کر کے اس کو اٹھایا اتنے میں کافی جاں نثاران اسلام شہید ہوگئے۔ جنگ ختم ہونے کے بعد بعض حضرات نے آپ سے سوال کیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا آپ کے ایسا کرنے سے کتنے شہید ہوگئے ہیں یہ سن کر سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے صرف ٹوپی کی خاطر ایسانہیں کیا بلکہ ان موئے مُبارکہ کی خاطر کیا ہے جو اس ٹوپی میں سلے ہوئے تھے۔

﴿شفا شریف، عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری۔ نسیم الریاض﴾

سبق

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین ہمیں یہ سبق دے گئے ہیں کہ ادب کے راستے میں نہ باپ کی پرواہ کی جاتی ہے نہ جان کی پرواہ

کی جاتی ہے نہ عزّت و آبرو کی۔ جزاھم اللّٰہ تعالیٰ احسن الجزاء

۱۴

حضرت ابومحذورہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر کے اگلے حصّے میں بالوں کا ایک جوڑا تھا بیٹھے ہوئے اگر ان کو کھولتے تو وہ زمین تک پہنچ جاتے۔ کسی نے آپ سے کہا کہ آپ ان بالوں کو منڈا کیوں نہیں دیتے؟ یہ سنکر فرمایا یہ وہ بال ہیں جن کو رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک لگا ہوا ہے اسلیئے میں ان کو منڈانا گوارہ نہیں کرتا۔ ﴿شفا شریف﴾

۱۵

حضرت خداش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن رسول اکرم شفیع اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک پیالہ میں کھانا کھاتے دیکھا تو انہوں نے وہ پیالہ بطور تبرک لے لیا اور جب امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خداش کے گھر تشریف لے جاتے تو ان سے وہی پیالہ طلب فرماتے اور اس میں آب زمزم ڈال کر پیتے اور اپنے چہرے پر چھڑک لیتے۔

﴿الاصابہ/سیرت رسول عربی﴾

١٦

حضرت سیّدنا انس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک لکڑی کا پیالہ تھا جس میں سیّدالکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا پانی پیا تھا وہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد بطور وراثت کسی کو ملا پھر کسی محبت والے نے وہ پیالہ آٹھ لاکھ درہم دے کر خرید لیا۔ کیونکہ اس پیالہ کو حبیب خدا سیّد انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹ مبارک لگے ہوئے ہیں۔

﴿شرح شمائل بحوالہ سیرت رسول عربی﴾

١٧

جب عربی شاعر حضرت کعب بن زہیر ایمان لائے اور قصیدہ بانت سعاد سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پڑھا اور جب حضرت کعب نے یہ شعر پڑھا

ان الرسول لنور'' یستفاد بہ

مھند من سیوف اللّٰہ مسلول

تو والی امت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر مبارک حضرت کعب کو عطا

فرمائی بعد میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دس ہزار درہم دے کر وہ چادر مبارک خریدنا چاہی تو حضرت کعب نے فرمایا میں یہ چادر مبارک کسی کو نہ دونگا پھر حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے وارثوں سے بیس ہزار درہم دے کر خرید لی۔

﴿شرح قصیدہ بانت سعاد بحوالہ سیرت رسول عربی﴾

۱۸

جنگ احد میں حضرت عبداللہ بن جحش صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی تو جان جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کھجور کی ایک ٹہنی پکڑائی اور وہ تلوار بن گئی وہ تلوار حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان میں رہی اور ان کے وارثوں سے بغا ترکی نے دوسو دینار دے کر خرید لی۔

﴿زرقانی شرح مواہب لدینہ بحوالہ سیرت رسول عربی﴾

۱۹

حضرت اسد بن زرارہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رحمتہ للعالمین

ﷺ کے خدمت میں ایک چارپائی بطور ہدیہ پیش کی جس پر نبی اکرم ﷺ آرام فرمایا کرتے تھے وہ چارپائی تبّرکاً منتقل ہوتی آئی پھر وہ چارپائی عبداللہ بن اسحاق رضی اللہ عنہ نے چار ہزار درہم دے کر خرید لی۔ ﴿زرقانی بحوالہ سیرت رسول عربی﴾

۲۰

غازی احمد بن فضلویہ رحمتہ اللہ تعالیٰ نے جب یہ سنا کہ رحمت دوعالم والی امت ﷺ نے کمان ہاتھ میں لی تھی تو اس دن سے غازی احمد بن فضلویہ رحمتہ اللہ علیہ نے ادب کی وجہ سے کبھی کمان کو بے وضو ہاتھ نہیں لگایا۔

مندرجہ بالا واقعات سارے کے سارے ادب کا کرشمہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ادب کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

بجاہ من اتخذہ اللہ حبیباً فی الدینا والآخرۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ واصحابہٖ اجمعین

سلطنت عثمانی یعنی ترکی حکومت نے جب مسجد نبوی کی تعمیر کا
منصوبہ بنایا تو اسلامی ممالک سے کچھ خاندان منگائے گئے اور ان کے
لئے قسطنطیہ کے پہلو میں ایک شہر آباد کیا وہاں ان کو ٹھہرایا اور ترکی
حکومت نے ان سب خاندانوں کا خرچہ اپنے ذمّہ لے کر اور ان
خاندانوں سے ایک ایک بچہ لے کر ان کو قرآن مجید حفظ کرایا ان کو تعمیر
کے فنون سکھائے اور یوں پچیس سال تک عثمانی حکومت نے ان پانچ سو
خاندانوں کا سارا خرچہ برداشت کیا پھر جب پچیس سال کے بعد وہ
نوجوان فن تعمیر کے ماہر عالم فاضل اور قرآن پاک کے حافظ بن گئے تو
ان کو مسجد نبوی شریف کی تعمیر کی خدمت میں لگا دیا اور پھر مدینہ منورہ سے
باہر دور ایک سنگ تراشی کا کارخانہ لگایا گیا تا کہ سنگ تراشی کرتے وقت
نبی اکرم جان جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو آہٹ سے تکلیف نہ ہو اور ان حفّاظ
نوجوانوں کو حکم جاری کیا کہ پتھر تیار کر کے مسجد شریف میں لے جاؤ وہاں
دو دو پتھر جوڑ کر ستون بنایا جائے اگر دونوں پتھروں میں معمولی سا فرق ہو
تو کپڑے کا موٹا سا بنوّ بنا کر لکڑی کے ہتھوڑے کے ساتھ چوٹ اس

انداز سے لگاؤ کہ آواز پیدا نہ ہو۔

اگر دو پتھروں میں زیادہ فرق ہو تو ان کو واپس کارخانہ میں لاکر درست کیا جائے رسول اکرم ﷺ کے روضہ مقدسہ کے قریب پتھروں کو رگڑنے کی اجازت نہیں اور یہ سب احکام اس لئے دیئے گئے تھے تاکہ حبیب خدا سید انبیاء ﷺ کو تکلیف نہ پہنچے۔ نیز ان معماران مسجد نبوی شریف کو حکم تھا کہ یہ سارے کام باوضو کئے جائیں اور کام کرتے وقت تلاوت قرآن مجید جاری رکھیں اور ان نوجوانوں نے پندرہ برس میں مسجد نبوی شریف کی تعمیر مکمل کرلی۔

نیز حکومت عثمانی نے وہ پتھر وہ شیشے جو مسجد نبوی شریف میں استعمال ہوئے عام پہاڑوں سے نہیں لئے۔

۲۲

حضرت خواجہ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ جب حضرت خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہٗ کی قبر مبارک کی زیارت کرکے واپس آتے تو تمام راستے میں خواجہ بسطامی قدس سرہٗ کی قبر مبارک کی طرف پیٹھ نہ کرتے۔

﴿تذکرہ مشائخ نقشبندیہ صفحہ ۵۸﴾

ادب کرنے والوں کو انعامات

۱

رونق المجالس میں ہے کہ بلخ شہر میں ایک تاجر تھا جو کہ صاحب ثروت مالدار تھا اس کے دو بیٹے تھے اور اس کی خوش نصیبی کہ اس تاجر کے پاس رحمت کائنات سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تین بال مبارک تھے جب وہ تاجر فوت ہوا تو اس کے دونوں بیٹوں نے باپ کی جائیداد آدھی آدھی لے لی اور جب موئے مبارک کی تقسیم کی باری آئی تو ایک بال مبارک بڑے بھائی نے لے لیا ایک چھوٹے کو دیدیا۔ تیسرے بال مبارک کے متعلق بڑے بھائی نے کہا ہم اس کو آدھا آدھا کر کے لے لیتے ہیں۔ یہ سن کر چھوٹے بھائی نے جو کہ بڑا ہی خوش عقیدہ خوش نصیب اور ادب میں رنگا ہوا تھا اس نے کہا اللہ کی قسم میں ہرگز اس بال مبارک کو توڑنے نہیں دوں گا کیونکہ حبیب خدا سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عظیم اس سے بالاتر ہے کہ آپ کے بال مبارک کو توڑا جائے اور جب بڑے بھائی نے چھوٹے کی عقیدت دیکھی تو اس نے کہا یوں کریں یہ تینوں بال مبارک تو لے لے

اور باپ کی باقی ساری جائیداد مجھے دیدے۔ یہ سنکر چھوٹا بھائی جو کہ خوش بخت اور خوش نصیب تھا۔ اس نے کہا مجھے اور کیا چاہیے اور اس نے دنیا فانی کی ساری دولت (جائیداد) بڑے بھائی کو دیدی اور ابدی دولت یعنی تینوں بال مبارک خود لے لئے۔ پھر ان موئے مبارکہ کو ایک محفوظ جگہ میں ادب کے ساتھ رکھ دیا اور جب کبھی شوق آتا موئے مبارکہ کی زیارت کرتا اور سامنے کھڑا ہو کر درود پاک پڑھتا۔

پھر اللہ تعالےٰ بے نیاز کے دربار ایسی غیرت آئی کہ بڑے بھائی کا سارا مال ساری دولت چند دنوں میں ختم ہوگئی اور وہ کنگال ہوگیا اور اللہ تعالےٰ جل جلالہٗ نے اس چھوٹے بھائی کو موئے مبارک کی برکت سے دنیا کا مال بھی کثرت سے دیا اور جب وہ چھوٹا بھائی فوت ہوا تو کسی نے اسکو خواب میں دیکھا کہ شاہ کونین رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور اس خواب دیکھنے والے کو فرمایا تو لوگوں میں اعلان کردے کہ جس کسی کو کوئی حاجت درپیش ہو وہ اس ﴿چھوٹے بھائی﴾ کی قبر پر آئے اور یہاں آکر اللہ تعالےٰ سے اپنی حاجت کا سوال کرے چنانچہ اس اعلان کے بعد لوگ قصد کر کے اس کی قبر پر آتے اور پھر معاملہ یہاں تک پہنچ گیا

کہ جو کوئی اس قبر کے علاقہ میں آتا سواری سے اتر کر پیدل چلتا۔

﴿رونق المجالس، القول البدیع، سعادۃ الدارین﴾

فائدہ:

یہ سارے انعامات موئے مبارک کا ادب کرنے کی وجہ سے عطا ہوئے۔

۲

امام الاولیاء سیّد علی ہجویری داتا گنج بخش لاہوری قدس سرہ نے کشف المحجوب میں تحریر فرمایا کہ حضرت خواجہ مہدی سیاری رحمتہ اللہ علیہ شہر مرو کے کھاتے پیتے اور خوشحال گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ باپ کے فوت ہونے پر آپ کو وراثت میں بہت زیادہ دولت ملی۔ پھر آپ کو پتہ چلا کہ فلاں شخص کے پاس رحمت دو عالم حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بال مبارک ہیں آپ نے وہ دونوں بال مبارک دنیا کی دولت دے کر خرید لئے تو اللہ تعالیٰ نے ان موئے مبارکہ کی برکت سے مہدی سیاری کو توبہ کی توفیق عطا کی اور آپ کو اللہ تعالےٰ نے اپنا ولی بنالیا پھر آپ نے حضرت

خواجہ ابوبکر واسطی رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھ پر توبہ کرلی اور ان کی خدمت میں رہ کر وہ مقام پایا کہ اولیاء کرام کے ایک گروہ کے امام بن گئے پھر جب ان کا ﴿خواجہ مہدی سیاری رحمتہ اللہ علیہ کا﴾ وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے وصیت کی کہ یہ دونوں بال مبارک میرے منہ میں رکھ دیئے جائیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا وہ دونوں بال مبارک ان کے منہ میں رکھ دیئے گئے اب ان کا مزار مرو میں مشہور ہے۔

وامروز گوراو بمروظاہر است مردماں بحاجت خواستن آنجا روندو مہمات از آنجا طلبند و مجرب است۔ ﴿کشف المحجوب﴾

یعنی حضرت خواجہ مہدی سیاری کی قبر مبارک مرو میں مشہور ہے اور لوگ اپنی حاجتیں لے کر ان کے مزار پر جاتے ہیں اور وہاں سے اپنی حاجتیں پاتے ہیں یہ مجرب ہے۔

فائدہ:

یہ ساری بہاریں ادب کی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی باادب رکھے۔آمین۔

۳

ابوسعید عبداللہ نے بیان کیا کہ ہم بغداد کے دینی مدرسہ نظامیہ میں علم دین پڑھتے تھے ان ایاّم میں ایک غوث بغداد شریف وارد ہوئے ﴿سید یوسف ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ﴾ وہ جب چاہتے ظاہر ہو جاتے اور جب چاہتے غائب ہو جاتے۔ ایک دن میں اور ابن سقا اور شیخ عبدالقادر جیلانی جو اس وقت نوجوان تھے ہم تینوں اس غوث کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔ راستہ میں ابن سقّا نے کہا میں تو اس غرض سے غوث کے پاس جارہا ہوں تاکہ اس سے ایسا سوال کروں جس کا وہ جواب نہ دے سکے گا۔ اس کے بعد میں بولا میں نے کہا میں بھی ایک سوال کروں گا اور دیکھوں گا کیا جواب دیتے ہیں۔ پھر شیخ عبدالقادر بولے اور فرمایا اللہ تعالےٰ کی پناہ کہ میں غوث سے کوئی سوال کروں ﴿ہرگز کوئی سوال نہیں کروں گا﴾ میں تو ان کی خدمت میں زیارت کے لئے جارہا ہوں۔ الغرض ہم تینوں وہاں پہنچے تو ایک گھڑی کے بعد ہمیں اس غوث کی زیارت نصیب ہوئی تو وقت کے غوث نے ابن سقا کی طرف جلال کی نظر سے دیکھا اور فرمایا: اے ابن سقا تجھ پر افسوس ہے کہ تو مجھ سے سوال

کرنے آیا ہے کہ میں اس کا جواب نہ دے سکوں گا۔اے ابن سقا تیرا سوال یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔اے ابن سقا سن لے میں دیکھ رہا ہوں کہ کفر کی آگ تجھ پر بھڑک رہی ہے۔اس کے بعد وقت کے غوث نے میری طرف دیکھا اور فرمایا: اے عبداللہ تو بھی مجھ سے ایک سوال کرنے آیا ہے تاکہ تو دیکھے کہ میں کیا جواب دیتا ہوں۔ لے تیرا یہ سوال ہے اور یہ اس کا جواب ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ دنیا تیرے کانوں تک چڑھی ہوئی ہے۔اس کے بعد اس غوث زماں نے شیخ عبدالقادر کی طرف نظر کی اور ان کو اپنے قریب کرلیا پھر عزت افزائی کرتے ہوئے فرمایا اے صاحبزادے اے عبدالقادر تو نے حسن ادب سے اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول کو راضی کرلیا ہے۔گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ بغداد میں منبر پر چڑھ کر بھرپور مجمع میں وعظ کریں گے اور یوں فرمائیں گے میرا یہ قدم جملہ اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ تیرے زمانہ میں تمام اولیاء کرام نے تیرے جلال کی وجہ سے اپنی گردنوں کو جھکا لیا ہے۔اس کے بعد وہ غوث زماں غائب ہو گئے۔ پھر شیخ عبدالقادر پر اس غوث کے کہنے کے موافق آثار قربِ خُداوندی ظاہر ہوئے اور ہر خاص و

عام نے آپ کی ولایت پر اتفاق کیا اور آپ نے حسبِ ارشاد فرمایا: میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے اور اولیائے کرام نے آپ کے لئے اس کا اعتراف ﴿ اقرار ﴾ کیا۔ اور ابن سقا کا قصہ یہ ہوا کہ وہ علوم شرعیہ ﴿ دینی علم حاصل کرنے میں ﴾ مشغول رہا یہاں تک کہ کمال حاصل کر لیا اور بہت سے اہل زمانہ پر فوقیت لے گیا۔ اور تمام علوم میں نیز فنِ مناظرہ میں مشہور ہو گیا۔ زبان کے اعتبار سے بڑا فصیح۔ شکل کے اعتبار سے بڑا حسین لہٰذا بادشاہ نے اسے اپنا مقرب بنا لیا اور پھر قاصد ﴿ سفیر ﴾ بنا کر شام و روم کی طرف بھیجا۔ رومی بادشاہ نے ابن سقا کو صاحب فنون اور فصیح پایا تو بہت حیران ہوا پھر عیسائی مذہب کے علماء کو ابن سقا کے ساتھ مناظرہ کے لئے بلایا تو ابن سقا نے سب علماء کو لاجواب کر دیا اور عیسائی علماء ہار گئے۔ اس کامیابی سے شاہ روم کے نزدیک ابن سقا کی عظمت بڑھ گئی اور یہی کامیابی ابن سقا کے لئے فتنہ کا سبب بنی۔ زاں بعد ایک دن ابن سقا کی رومی بادشاہ کی شاہزادی پر نظر پڑ گئی اور وہ اس شہزادی پر فریفتہ ہو گیا پھر بادشاہ سے شاہزادی کے رشتہ کی درخواست کر دی۔ شاہ روم نے کہا صرف ایک شرط ہے اور وہ یہ ہے کہ تو بھی عیسائی مذہب قبول کر لے۔ اس پر

ابن سقا نے اسلام سے مرتد ہو کر عیسائی مذہب قبول کر لیا تو شاہ روم نے اپنی بیٹی کا نکاح ابن سقا سے کر دیا۔ پھر تھوڑے عرصہ کے بعد ابن سقا بیمار ہو گیا اور ایسا بیمار ہوا کہ اسے کوئی پوچھتا نہیں تھا لوگوں نے اسے ایک کوچہ میں ڈال دیا اور وہ گذراوقات کے لئے در بدر بھیک مانگا کرتا تھا اور اس کو کوئی منہ نہ لگاتا ابن سقا کو حد درجہ کی پریشانی اور روسیاہی پیش آئی۔ ایک دن اس کے دوستوں میں سے کسی کا اس پر گزر ہوا تو اس نے ابن سقا سے پوچھا کیا حال ہے؟ یہ سن کر ابن سقا نے جواب دیا یہ ایک فتنہ ہے جو مجھ پر نازل ہوا ہے۔ اس دوست نے ابن سقا سے پوچھا تجھے قرآن پاک سے بھی کچھ یاد رہ گیا ہے یا نہیں ابن سقا نے کہا ایک آیت یاد رہ گئی ہے اور وہ یہ ہے:

ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمینo

اس دوست کا بیان ہے پھر ایک دن میں اس کی طرف گیا اور ابن سقا کو دیکھا وہ اتنا سیاہ ہو چکا ہے جیسے جلا ہوا کوئلہ ہوتا ہے اور وہ نزع یعنی جانکنی کی حالت میں تھا میں نے اس کی قبلہ کی طرف کروٹ بدلی تو وہ پھر مشرق کی طرف پھر گیا حتیٰ کہ اسی حالت میں اس کی جان نکل گئی۔

ابن سقا اس غوث کی بات یاد کیا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا میں اسی وجہ سے مُصیبّت میں مبتلا ہوا ہوں۔

حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم.

عبداللہ بن عصرون نے کہا میرا قصہ یوں ہوا کہ میں دینی علوم پڑھ کر فارغ ہوا اور میں دمشق آ گیا تو سلطان نورالدین شہید نے مجھے بلا کر اوقاف کا محکمہ میرے سپرد کر دیا اور میں اوقاف کا متولی بن گیا تو دنیا مجھ پر برسی ہر طرف سے دنیا ہی دنیا آ رہی تھی اور میں غوث وقت کے فرمان کو یاد کیا کرتا تھا۔ الحاصل ہم تینوں پر غوث وقت کی بات پوری ثابت ہوئی۔

﴿انوار المحسنین مصنفہ اشرف علی تھانوی ص ۳۱﴾ ﴿فتاویٰ حدیثیہ﴾

تنبیہ

اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق ملا کہ صرف علم پڑھنے سے کچھ نہیں ہوتا انسان بیشک چودہ علم پڑھ لے اگر ادب نہیں تو سب کچھ لاحاصل ہے اور اگر ادب ہے تو سب کچھ ہے۔

الطریق کلہ ٔادب

قابل غور بات ہے کہ ابن سقا ایک ولی ایک غوث کی شان میں معمولی سی بے ادبی کر کے ایمان ضائع کر بیٹھا تو جو شخص نبیوں کے نبی رسولوں کے امام حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی کرے اس کا حشر کیا ہوگا۔ الامان الحفیظ۔

حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم.

اس واقعہ سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو اگر مگر کے چکّر چلا کر بے ادبی کر بیٹھتے ہیں۔ جی اگر نبی کو علم ہوتا تو یوں کیوں ہوتا اگر نبی کر اختیار ہوتا تو اپنے نواسوں کو کیوں نہ بچا لیا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار.

۴

خواجہ خواجگان بابا فرید الدین گنج شکر قدس سرہ نے فرمایا ایک بار ایک نوجوان جو کہ بڑا فاسق و فاجر تھا ملتان میں فوت ہوا مرنے کے بعد کسی کو خواب میں ملا۔ دیکھنے والے نے پوچھا تیرے ساتھ کیا معاملہ ہوا

اس نے جواب دیا کہ مجھے میرے رب کریم نے بخش دیا ہے۔ خواب دیکھنے والے نے پوچھا معافی کس وجہ سے ہوئی تو اس نے کہا ایک دن حضرت خواجہ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ کہیں جارہے تھے تو میں نے براہ محبت آپ کے ہاتھ مبارک کو بوسہ دیا اللہ تعالیٰ نے اسی عمل کی وجہ سے مجھے بخش دیا ہے۔ ﴿خلاصتہ العارفین﴾

یہ اس ذات والا صفات کا فضل ہے جس کا قرآن میں اعلان ہے: **لایسئل عما یفعل وھم یسئلون**

یعنی اللہ تعالےٰ جو کچھ بھی کرے کوئی اس سے پوچھ نہیں سکتا کہ یہ کیوں کیا اور وہ حق تعالےٰ ہر کسی سے پوچھ سکتا ہے۔

۵

سیّدنا خواجہ جنید بغدادی قدس سرہ کے زمانہ میں ایک شخص تھا جسے لوگ اس کی غلط روش کی بنا پر شقی ﴿بدبخت دوزخی﴾ کہا کرتے تھے۔ ایک دن وہ شخص خواجہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کچھ دیر بیٹھنے کے بعد اٹھ کر چلا گیا۔ راستہ میں کسی نے اس کو شقی کہہ کر پکارا تو غیب سے آواز آئی اب اس کو شقی مت کہو کیونکہ یہ ہمارے ولی

جنید کی خدمت مے بیٹھ چکا ہے اور جو بھی ان کی خدمت میں ایک گھڑی بیٹھ جائے وہ شقی ﴿بدنصیب﴾ نہیں رہ سکتا۔ ﴿ذکر خیر﴾

٦

ایک شخص جو کہ نہایت ہی بدکردار فاسق و فاجر تھا ایک دن وہ دریائے دجلہ پر ہاتھ منہ دھونے گیا اتفاقاً وہاں نیچے بہاؤ کی طرف امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ بیٹھے وضو کر رہے تھے۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ ایک اللہ تعالیٰ کا مقبول اور امامِ وقت وضو کر رہا ہو اور میرے جیسا نالائق انسان اوپر کی طرف بیٹھ کر ہاتھ منہ دھوئے یہ بڑی بے ادبی کی بات ہے یہ خیال آتے ہی وہ اٹھا اور نیچے کی طرف آ بیٹھا اور ہاتھ پاؤں دھو کر چلا گیا پھر جب وہ شخص فوت ہوا تو ایک بزرگ کو خواب میں ملا آپ نے پوچھا بتا تیرے ساتھ کیا معاملہ پیش ہوا اس نے دجلہ والا واقعہ سنایا اور کہا مجھے میرے رب کریم نے سیدنا امام احمد بن حنبل کا ادب کرنے کی وجہ سے بخش دیا ہے۔ ﴿تذکرۃ الاولیاء۔ ذکر خیر﴾

ے

مولانا حمید الدین بنگالی اپنے ملک بنگال سے باہر علم دین حاصل کرنے گئے۔ علم دین حاصل کرنے کے بعد اپنے وطن کو واپس جا رہے تھے جب آگرہ پہنچے تو مفتی آگرہ کے ہاں قیام کیا حسن اتفاق کہ سیّدنا امام ربانی مجدّد الف ثانی سرہندی قدس سرہٗ آگرہ تشریف لائے۔ مولانا حمید بنگالی چونکہ امام ربانی مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بداعتقاد تھے لہٰذا حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کی آگرہ میں تشریف آوری کی خبر سن کر مولانا بنگالی نے اپنے وطن کو روانگی کا پروگرام بنایا تو مفتی آگرہ نے مولانا بنگالی سے دریافت کیا کہ آپ اتنی جلدی کیوں تیار ہو گئے۔ مولانا بنگالی نے بتایا شیخ سرہندی چونکہ یہاں قریب ہی آ کر ٹھہرے ہیں اور میں ان سے ملنا نہیں چاہتا۔ اسلئے میں جا رہا ہوں۔ مفتی صاحب نے استفسار کیا مولانا آپ کیوں ملنا نہیں چاہتے وہ تو عالم دین بھی ہیں اور بزرگ بھی ہیں۔ بنگالی صاحب نے کہا میرا دل ہی نہیں چاہتا۔ آخر کار مولانا بنگالی نے اپنا سامان اٹھایا اور بنگال کی طرف روانہ ہو گئے اور تین دن کے بعد بنگالی صاحب پھر آ گئے۔ مفتی صاحب نے کہا مولانا کیا ہوا کہ آپ

واپس آ گئے۔ مولانا بنگالی بولے میں آپ کے ہاں ایک کتاب بھول گیا تھا وہ لینے آیا ہوں۔ مفتی صاحب نے فرمایا تلاش کر لو۔ بنگالی صاحب اندر کتاب تلاش کر ہی رہے تھے کہ کسی نے مفتی صاحب کو بتایا حضرت امام ربانی دروازے پر جلوہ افروز ہیں اور اندر آنا چاہتے ہیں۔ مفتی صاحب نے کہا مرحبا تشریف لائیں۔ یہ سن کر مولانا بنگالی گھبرا گئے اور کہا میں کہاں جاؤں۔ مفتی صاحب نے فرمایا اسی جگہ کوٹھری میں چھپ کر بیٹھے رہو۔ پھر جب سیدنا امام ربانی قدس سرہٗ اندر تشریف لائے تو مفتی صاحب نے عرض کیا حضور کیسے تشریف لانا ہوا۔ فرمایا ایک مسئلہ کے متعلق تبادلہ خیال کرنا ہے۔ مفتی صاحب نے عرض کیا حضور آپ سے کونسا مسئلہ پوشیدہ ہے تو فرمایا آخر آپ اس علاقہ کے مفتی ہیں لہٰذا تبادلہ خیال کرنے میں کونسا حرج ہے۔

﴿فقیر کا نظریہ یہ ہے کہ یہ ایک بہانہ تھا حقیقت میں وہ بحکم الٰہی مولانا بنگالی کو شکار کرنے آئے تھے﴾ اسی اثنا میں سیدنا امام ربانی قدس سرہٗ کی نظر مولانا بنگالی کی نظر سے دوچار ہوگئی۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد جب سیدنا امام ربانی قدس سرہ حجرہ سے باہر نکلے اور مفتی صاحب بھی

الوداع کرنے کو نکلے تو مفتی صاحب نے دیکھا کہ مولانا حمید الدین بنگالی دست بستہ حضرت امام ربانی کے پیچھے جا رہے ہیں اور زار وقطار رو رہے ہیں مفتی صاحب نے تعجب کیا اور کسی کو فرمایا پیچھے جاؤ اور دیکھو بنگالی صاحب کہاں تک جاتے ہیں پھر اس نے آ کر بتایا حضرت امام ربانی مکان میں جلوہ گر ہو گئے ہیں اور بنگالی صاحب دروازے پر کھڑے رو رہے ہیں۔ پھر حضرت نے شفقت فرمائی اور مولانا بنگالی کو اندر بلا لیا اور پھر سلوک مجدّدی طے کرانا شروع کر دیا اور جب سلوک پورا ہو گیا اور مولانا بنگالی کو جانے کی اجازت مل گئی تو حضرت ایشاں قدس سرہٗ نے فرمایا دستار لاؤ تا کہ مولانا کی دستار بندی کی جائے یہ سن کر مولانا بنگالی نے عرض کیا حضور اگر تبرک عطا کرنا ہے تو آپ اپنا استعمالی جوتا مبارک عطا کر دیں آپ نے سمجھایا کہ کوئی اور چیز لے لو مگر وہ بار بار یہی عرض کرتے رہے کہ جوڑا مبارک عطا ہو جائے اور جب جوڑا مبارک عطا ہوا اور مولانا بنگالی روانہ ہوئے تو اس جوتا مبارک کو اپنے دانتوں میں دبائے تین کوس پچھلے پاؤں چلتے گئے زاں بعد اس جوتا مبارک کو سر پر باندھا اور بنگال پہنچ گئے اور اپنے گھر میں ایک چبوترا بنایا اس پر وہ جوڑا مبارک

بڑے ادب سے رکھ دیا اور جو کوئی بیمار یا دعا کا خواستگار آتا مولانا فرماتے پیالے میں پانی لاؤ اور آپ اس جوتا مبارک کی نوک اس پیالہ میں پھیر دیتے تو وہ مریض اللہ تعالےٰ کے فضل سے تندرست ہو جاتا اور اگر کسی کی قسمت میں شفا نہ ہوتی تو وہ پیالہ ٹوٹ جاتا اور زندگی بھر یہ سلسلہ جاری رہا اور پھر جب مولانا بنگالی کا وصال ہوا تو وہ پاپوش مبارک ان کی قبر میں سر کی طرف ایک خاص جگہ رکھ دی گئی۔

﴿ملفوظات خواجہ خواجگان غلام نبی للہی رحمتہ اللہ علیہ ص ۳۶﴾

فائدہ

ایک ولی کے جوتے مبارک کا ادب کرنے سے مولانا حمید الدین بنگالی رحمتہ اللہ علیہ کا گھر باذن اللہ دار الشفا بن گیا اور جن کے وسیلہ سے ولی' ولی بنتے ہیں ان کا ادب کرنے سے کیا کچھ عطا ہوگا انشاء اللہ جنت ملے گی۔

اللھم ارزقنا ھٰذا بجاہ حبیبک الکریم صلی اللہ تعالٰے علیہ وعلےٰ الہ واصحابہ اجمعین.

۸

سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ تھا ان کی قوم بنی اسرائیل میں ایک شخص نہایت ہی گنہگار اور کردار کا گندہ تھا اس نے سو سال اور ایک قول کے مطابق دوسو سال نافرمانیوں میں گذار دیئے اور جب وہ مر گیا تو بنی اسرائیل نے اس کا غسل وکفن گوارا نہ کیا بلکہ اسے ٹانگ سے پکڑ کر گندگی کے ڈھیر پر پھینک آئے ادھر اللہ تعالےٰ نے اپنے پیارے کلیم موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ ہمارا ایک دوست فوت ہو گیا ہے اور اسے لوگوں نے گندگی پر پھینک دیا ہے آپ اپنی قوم کو حکم دیں کہ اس کو اٹھائیں اور عزت واحترام کے ساتھ اس کی تجہیز وتکفین کریں اور پھر آپ اس کا جنازہ پڑھائیں یہ سن کر سیّدنا موسیٰ علیہ السلام قوم کو لے کر وہاں پہنچے اسے دیکھا تو پہچان لیا کہ یہ تو وہی پاپی ہے لیکن مامور تھے اسے اعزاز کے ساتھ اٹھا کر تجہیز وتکفین کر کے جنازہ پڑھایا اور دفن کر دیا۔ بعد میں موسیٰ علیہ السلام نے دربار الٰہی میں عرض کیا یا اللہ! یہ شخص اتنا بڑا مجرم وگنہگار ایسے اعزاز کا حقدار کیسے ہو گیا۔ رب ذوالجلال نے فرمایا اے میرے نبی! تھا تو یہ بڑا گنہگار اور سخت سزا کا حقدار مگر ہوا یوں

کہ ایک دن اس نے تورات کھولی اوراس میں میرے حبیب کریم کے نام مبارک محمد پر اسکی نظر پڑی اوراس کے دل میں میرے حبیب کی محبت نے جوش مارا اس نے نام محمد کو بوسہ دیا آنکھوں پر رکھ کر اس نے درود پاک پڑھا تو میں نے اس کے اس تعظیم وادب کرنے سے اس کے گناہ معاف کردیئے اوراس کو اپنے بندوں میں شامل کرلیا ہے۔

﴿ مقاصد السالکین/ القول البدیع/ حلیۃ الاولیاء/ سیرت حلبیہ ﴾

9

سیّدنا بشرِ حافی رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ نشہ میں دھت کہیں جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک کاغذ کے ٹکڑے پر نظر پڑی اس کو اٹھایا دیکھا تو اس پر لکھا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

خواجہ بشر نے اس کاغذ کو صاف کیا عطر لگایا اور اُونچی جگہ رکھ دیا کیونکہ اس پر اللہ ذوالجلال کا نام پاک لکھا ہوا تھا۔اسی رات کسی اللہ والے کو حکم ہوا کہ بشر کو خوش خبری سناؤ کہ تو نے ہمارے نام کو معطّر کر کے بلند مقام پر رکھا ہے لہٰذا ہم بھی بشر کو بلند مقام عطا کریں گے۔اس اللہ

والے نے یہ سوچ کر کہ بشر تو شرابی کبابی ہے کہیں میرا الہام غلط نہ ہو۔ پھر دوسری بار حکم الٰہی ملا پھر تیسری بار یہی فرمان ملا وہ بشر کے گھر گئے تو وہاں پتہ چلا کہ بشر شراب خانے گیا ہوا ہے اور جب وہ اللہ والے شراب خانہ گئے تو کسی نے بتایا کہ بشر تو شراب کے نشہ میں بدمست لیٹا ہوا ہے اس اللہ والے نے فرمایا بشر کو پیغام دو کہ میں تیرے لئے ایک خاص پیغام لایا ہوں۔ جب بشر نے پیغام سنا تو ڈرتے ہوئے ننگے پاؤں دوڑے اور پیغام الٰہی سن کر ہمیشہ کے لئے تائب ہو گئے۔ اس کے بعد خواجہ بشر حافی نے کبھی جوتا نہیں پہنا اسی لئے آپ کا لقب حافی ہوا اور حافی کا معنی ہے پابرہنہ۔ پھر اللہ تعالےٰ نے اس بشر کو جو شرابیوں کا سردار تھا اللہ تعالےٰ کے نام پاک کا ادب کرنے کی وجہ سے ولیوں کا سردار بنا دیا۔

﴿تذکرۃ الاولیاء﴾

۱۰

ہارون رشید کی ملکہ زبیدہ اپنی سہیلیوں میں بیٹھی تھی کہ اذان شروع ہوگئی ان خواتین میں سے کسی عورت نے اذان کے دوران کوئی بات کرنا چاہی تو ملکہ زبیدہ نے اشارے سے منع کر دیا پھر جب ملکہ زبیدہ فوت

ہوگئی تو کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کیا حال ہے تو ملکہ زبیدہ نے بتایا اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے۔ پوچھا کس سبب سے بخشش ہوئی تو بتایا کہ اذان کا ادب کرنے کی وجہ سے بخشش ہوگئی۔ ﴿تعطیر الانام﴾

۱۱

سلطنت عثمانیہ کا مورث اعلیٰ عثمان غازی ایک دن کہیں جا رہا تھا رات ایک جگہ قیام کیا تو دیکھا کہ قرآن مجید رکھا ہوا ہے پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ قرآن پاک ہے۔ عثمان غازی نے کہا قرآن پاک کے سامنے بیٹھ جانا خلاف ادب ہے اور وہ ہاتھ باندھے صبح تک کھڑا رہا۔ صبح جب وہ نکلا تو اسے ایک شخص ملا اور کہا آپ کہاں تھے میں تو آپ کو تلاش کر رہا ہوں۔ پھر اس شخص نے کہا آپ نے چونکہ قرآن مجید کا ادب کیا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے اور آپ کی اولاد کیلئے سلطنت لکھ دی ہے۔ ﴿تفسیر روح البیان سورہ انبیاء﴾

بے ادبی کا وبال

۱

شیطان ﴿ابلیس﴾ نے لاکھوں سال اللہ تعالےٰ کی عبادت کی ایک قول کے مطابق شیطان نے چھ لاکھ سال عبادت کی اور وہ صرف ایک بے ادبی کی وجہ سے چھ لاکھ سالہ عبادت ضائع کر بیٹھا اور وہ بے ادبی تھی خلیفۃ اللہ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم نہ کرنا۔

فاعتبروا یااولی الابصار.

اسی لئے اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں تنبیہ کی ہے:

ولاتجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون.

خبردار کہیں میرے حبیب ﷺ کی آواز سے آواز اُونچی کر کے ﴿بے ادبی﴾ نہ کر بیٹھنا ورنہ تمہاری ساری نیکیاں ملیامیٹ کر دی جائیں گی۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم.

۲

دمشق میں ایک عالم فاضل محدث جو کہ حدیث پاک پڑھایا کرتا تھا اس کی خدمت میں ایک طالب علم حدیث پاک پڑھنے کے لئے حاضر ہوا تو دیکھا کہ وہ استاد ہر وقت چہرہ کے سامنے پردہ رکھتا ہے کبھی اپنا چہرہ نہ دکھاتا۔ جب کچھ عرصہ گذرا تو اس طالب علم کو تعجب ہوا کہ یہ استاد ﴿محدث﴾ ہر وقت چہرہ پر نقاب کیوں رکھتا ہے۔ زیارت کے لئے اصرار کیا تو محدث نے نقاب اُلٹ دیا۔

طالب علم نے دیکھا: فرای وجهه وجه حمار. اس اُستاد کا چہرہ گدھے جیسا ہے۔ سبب پوچھنے پر استاد نے بتایا کہ جب میں نے یہ حدیث پڑھی:

اما یخشی الذی یرفع راسه قبل الامام ان یحول اللّٰه راسه راس حمار.

یعنی وہ شخص جو امام سے پہلے ﴿رکوع سے﴾ سر اٹھالے وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالےٰ اسکا چہرہ گدھے جیسا کر دے۔ میں نے یہ حدیث پاک پڑھ کر کہا کب ایسا ہوتا ہے۔ میں کر کے دیکھتا ہوں اور

جب میں نے امام کے پیچھے نماز پڑھی تو قصداً رکوع سے امام سے پہلے
سر اٹھالیا اس دن سے میرا چہرہ گدھے کا سا ہو گیا ہے۔﴿اس لئے
چھپائے رکھتا ہوں﴾۔﴿حواشی مشکوٰۃ﴾

تنبیہ

سید دو عالم حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے سامنے کسی امام کسی ولی
غوث کسی استاد کسی محدث کی وقعت ہی کیا ہے جیسے کہ مذکورہ بالا محدث کا
چہرہ گدھے کا سا ہو گیا۔ اے میرے بھائی بے ادبی سے بچ اور ہمیشہ
باادب رہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بے ادبی سے بچائے۔

وھو علٰے مایشاء قدیر.

۳

سیّدنا ابو ہریرہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وزغہ﴿گرگٹ﴾کو ایک چوٹ میں مارے
اس کیلئے سو نیکی لکھی جاتی ہے اور دوسری چوٹ میں مارنے والے کو اس
سے کم اور تیسری چوٹ میں مارنے والے کو اس سے کم اور جب پوچھا گیا

کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گرگٹ کو یہ سزا کس وجہ سے ملی تو فرمایا:

کان ینفخ علیٰ ابراھیم۔

﴿بخاری ومسلم، مشکوٰۃ شریف﴾

یعنی جب نمرودیوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کے لئے آگ جلائی تو یہ گرگٹ آگ بھڑکانے کے لئے پھونکیں مارتا تھا۔اس بے ادبی کی وجہ سے اس کو یہ سزا ملی کہ جو اسے ایک چوٹ میں مارے سونیکی حاصل کرے۔

درس عبرت

قابل غور بات ہے کہ ایک غیر مکلّف کو اتنی سی بے ادبی پر یہ سزا ملی کہ اس کی ساری نسل ہی اس وبال کی زد میں آ گئی تو جو مکلّف ﴿جن و انسان﴾ بے ادبی کرے اس کی کیا سزا ہو گی۔

لاحول ولاقوۃ الاباللّٰہ العلی العظیم ۝

اور پھر اسی کے ساتھ ملتا جلتا مندرجہ ذیل واقعہ ہے پڑھیں اور عبرت حاصل کریں۔

۴

خواجہ خواجگان سیّدنا خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہٗ لیٹے ہوئے تھے کہ ایک منچلہ آیا۔ اس نے حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں مبارک پر پاؤں رکھا اور آگے گذر گیا کسی خادم نے کہا ارے یہ تو نے کیا کیا وہ بولا کیا ہوا خادم نے فرمایا یہ حضرت خواجہ بسطامی ہیں اس نے کہا خواجہ بسطامی ہیں تو پھر کیا ہوا۔ زاں بعد جب اس بے ادبی کرنیوالے کا آخری وقت آیا تو اس کا وہ پاؤں سیاہ ہو گیا اور اسی حالت میں مر گیا اور پھر اسی پر بس نہیں بلکہ اس کی اولاد میں سے جس کسی کا آخری وقت آتا اس کا پاؤں سیاہ ہو جاتا۔ ﴿رونق المجالس﴾

حسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم○

۵

مولانا ابوبکر لکھتے ہیں میرے داداجان مولانا عبدالجبار غزنوی نے امرتسر میں ایک دینی مدرسہ قائم کیا تھا اس میں ایک طالب علم

اہلحدیث جو کہ اس مدرسہ میں پڑھتا بھی تھا اور امرتسر کی ایک مسجد تیلیانوالی میں خطیب بھی تھا ایک دن اس نے دورانِ تعلیم یہ کہہ دیا کہ امام ابوحنیفہ سے تو میں بہتر ہوں کیونکہ ابوحنیفہ کو صرف سترہ حدیثیں یاد تھیں اور مجھے اس سے زیادہ یاد ہیں اور پھر جب مولانا عبدالجبار کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا اس عبدالعلی کو میرے مدرسہ سے نکال دیا جائے وہ عنقریب مرتد ہو جائے گا۔

اس کو مدرسہ غزنویہ سے خارج کر دیا گیا اور پھر ایک ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ وہ قادیانی ہو گیا پھر اس کو مسجد والوں نے بھی ذلیل کر کے نکال دیا پھر کسی نے مولانا عبدالجبار سے پوچھا کہ آپ کو کیسے پتہ چلا تھا کہ یہ کافر ہو جائے گا۔ یہ سن کر فرمایا جب میں نے اس عبدالعلی کی یہ بے ادبی والی بات سنی تو میرے سامنے بخاری شریف کی حدیث پاک آ گئی:

من عادی لی ولیا فقد آذنته بالحرب. ﴿او کما قال﴾

یعنی جس کسی نے میرے ولی کے ساتھ دشمنی کی میری طرف سے اس کے لئے اعلان جنگ ہے اور میری نظر میں امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں اس لئے ان کی شان میں بے ادبی کرنے والے کا

ایمان کیسے رہ سکتا ہے۔ ﴿کتاب سیدی وابی مصنفہ ابوبکر غزنوی﴾

٦

سلطان الہند خواجۂ خواجگان سیدی غریب نواز سیّد معین الدین چشتی قدس سرہٗ نے فرمایا ایک مرد تھا جس کے دل میں اللہ تعالےٰ کے ولیوں کے متعلق بغض تھا جب کبھی کوئی اللہ کا ولی سامنے آتا تو وہ منہ پھیر کر گزر جاتا جب وہ مر گیا تو لوگوں نے اسے قبر میں اُتارا اور اس کا منہ قبلہ کی طرف کیا تو فوراً اس کا منہ قبلہ سے پھر گیا اور بار ہا ایسا ہی ہوا لوگ بڑے حیران ہوئے پھر اچانک ہاتف سے آواز آئی اے بندو کیوں تکلیف اٹھاتے ہو اسے یوں ہی رہنے دو کیوں کہ یہ وہ بندہ ہے جو دنیا میں میرے ولیوں سے منہ پھیر لیا کرتا تھا اور جو شخص میرے ولیوں سے منہ پھیر لے اس سے میری رحمت بھی منہ پھیر لیتی ہے اور ایسا شخص راندہ درگاہ ہو جاتا ہے۔ ﴿دلیل العارفین﴾

تنبیہ

اسی لئے حضرت خواجہ شاہ شجاع کرمانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے

جو شخص ولیوں کی شان میں بے ادبی کرے۔

يخشىٰ عليه سؤ الخاتمة. ڈر ہے کہ اس کا انجام بُرا ہو۔

ے

سنجار میں ایک شخص جو کہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں پر طعن و تشنیع کیا کرتا تھا۔ جب وہ بیمار ہو کر قریب المرگ ہوا تو وہ ہر قسم کی باتیں کرتا مگر کلمہ شہادت نہیں پڑھ سکتا تھا بار ہا لوگوں نے اسے کلمہ شہادت سنایا مگر وہ کسی طرح کلمہ طیبہ نہیں پڑھ سکتا تھا۔ لوگ پریشان ہو گئے اور پھر حضرت خواجہ سوید سنجاری رحمتہ اللہ علیہ کو بلا لائے۔ آپ تشریف لا کر اس مرنے والے کے پاس بیٹھے اور مراقبہ کیا اور جب آپ نے مراقبہ سے سر اٹھایا تو اس مرنے والے نے کلمہ شہادت پڑھا اور کئی بار پڑھا پھر حضرت خواجہ سوید سنجاری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا چونکہ یہ شخص اولیاء کرام کی شان میں بے ادبی کیا کرتا تھا اس لئے اس کی زبان کو کلمہ شریف پڑھنے سے روک دیا گیا تھا اور جب میں نے مراقبہ کیا اور مجھے یہ بات معلوم ہوئی تو میں نے دربار الٰہی میں اس کی طرف سے سفارش کی اور مجھے فرمایا گیا اے پیارے ہم نے تیری سفارش قبول کی لیکن شرط یہ ہے کہ جن میرے ولیوں کی شان

میں یہ بے ادبی کیا کرتا تھا وہ بھی راضی ہو جائیں یہ ارشاد سن کر میں حضرۃ الشریفہ میں داخل ہوا اور جن اولیاء کرام کی شان میں یہ نکتہ چینی کیا کرتا تھا مثلاً خواجہ معروف کرخی، خواجہ سری سقطی، خواجہ جُنید بغدادی، خواجہ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہم ان حضرات سے میں نے اس شخص کی طرف سے معافی چاہی تو ان حضرات نے میری سفارش کی وجہ سے اسے معاف کر دیا اور اس نے کلمہ پڑھنا شروع کر دیا۔ پھر اس شخص نے بتایا کہ جب میں کلمہ شریف پڑھنا چاہتا تھا ایک سیاہ چیز میری زبان کو پکڑ لیتی تھی اور کہتی تھی میں تیری بدزبانی ہوں۔ میں تجھے کلمہ نہیں پڑھنے دوں گی زاں بعد ایک چمکتا ہوا نور آیا اس نے آتے ہی بلا کو دفع کر دیا اور کہا میں اللہ تعالیٰ کے ولیوں کی رضا ہوں پھر اس شخص نے بتایا کہ اب میں زمین و آسمان کے درمیان نورانی گھوڑے دیکھ رہا ہوں جن کے سوار بھی نورانی ہیں اور سب پڑھ رہے ہیں:

سبوح قدوس ربنا وربّ الملائکة والروح.

اور پھر وہ شخص کلمہ شہادت پڑھتے پڑھتے دنیا سے رخصت ہو گیا۔

﴿قلائد الجواهر﴾

درسِ عبرت

اے میرے مسلمان بھائیو! بے ادبی سے بچو بچو ورنہ پچھتانے سے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ نیز غور کریں کہ اس مرنے والے کی قسمت اچھی تھی کہ اللہ تعالیٰ کے ولی خواجہ سوید سنجاری رحمتہ اللہ علیہ پہنچ گئے اور اس کی قسمت اچھی ہو گئی ورنہ ہر بے ادب گستاخ کے لئے کون آئے گا جو اسے معافی لے دے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار ولا تکونوا من الغافلین.

۸

حدیث پاک میں ہے ایک شخص نے نماز پڑھائی اور اس نے قبلہ رو تھوک دیا حالانکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے اور جب نماز ختم ہوئی تو والی دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازیوں کو بلایا اور فرمایا آئندہ اس امام کے پیچھے نماز نہ پڑھیں پھر جب وہ دوسری نماز کے لئے آگے بڑھا تو نمازیوں نے اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے انکار کر دیا اور اس کے استفسار پر نمازیوں نے بتایا کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ وہ دربار

رسالت میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوا کہ یا رسول اللہ آپ نے منع فرمایا ہے تو شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں میں نے منع کیا ہے اور فرمایا:

قد آذیت اللّٰہ و رسولہ ﴿رواہ ابوداوٗد مشکوٰۃ﴾

یعنی تو نے قبلہ رو تھوک کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو تکلیف دی ہے۔

درس عبرت

جو شخص جہت قبلہ کا ادب نہ کرے اس کے پیچھے تو نماز سے منع کیا جائے اور جو شخص کعبہ کے کعبہ حبیب خُدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب نہ کرے اس کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہونا چاہیے۔

آج کل کا ہر زبان دراز کہہ دیتا ہے کہ ہر ایک کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے۔ سب قرآن ہی پڑھتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جس کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع فرمایا گیا تھا کیا وہ قرآن نہیں پڑھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔ آمین

ہاں ہاں وہ نماز میں قرآن ہی پڑھتا تھا مگر اس کی معمولی سی بے ادبی کی وجہ سے شاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنے سے منع

کر دیا۔ نیز یہ حدیث پاک حسن ہے صحیح ہے:

قال الالبانی حدیث حسن. (سنن ابوداود جلد اصفحہ ۱۴۱)

اور ترغیب وترھیب میں ہے رواہ ابوداود وابن حبان فی صحیحہ اور اس کے حواشی میں ہے صحیح رواہ البزاز فی کشف الاستار۔ (جلد اصفحہ ۲۷۳)

نیز اسی حدیث پاک کی شرح میں حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس امام کو نماز پڑھانے سے اسلئے منع کیا رای منہ قلۃ الادب یعنی بے ادبی کی وجہ سے منع فرمایا۔ نیز فرمایا کہ نہی کی جگہ نفی کی طرف اسلئے عودل فرمایا: بانہ لایصلح للامامۃ. کہ ایسا شخص بے ادبی کی وجہ سے امامت کے لائق نہیں

(مرقاۃ جلد دوم صفحہ ۲۲۵)

نیز مراۃ المناجیح میں اسی حدیث پاک کی شرح میں فرمایا جبکہ کعبہ کا بے ادب امامت کے لائق نہیں تو حضور ﷺ کا بے ادب اور آپ کی شان میں بکواس کرنے والا امامت کے لائق کیسے ہوسکتا ہے۔

اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو بلا تحقیق ہر فاسق بے ادب کو

امام بنالیتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح صفحہ ۴۰۹ جلد۱)

دعاء کا طالب

فقیر ابوسعید غفرلہٗ ولوالدیہ ولاحبابہ

۱۳رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ

اعلان

مندرجہ ذیل کتب: حضور فقیہ العصر دامت برکاتہم العالیہ کی مندرجہ ذیل کتب پڑھ کر اپنا ایمان مضبوط کریں۔

آب کوثر	جمالِ مصطفیٰ ﷺ	بے ادبی کا وبال	عشقِ مصطفیٰ ﷺ	نظر بد	دو جہاں کی نعمتیں
عذابِ الٰہی کے محرکات	مستقبل	شفاعت	اُمت کی خیر خواہی	صراطِ مستقیم	
اسلام میں شراب کی حیثیت	فیضانِ نظر	عظمتِ نامِ مصطفیٰ ﷺ	عورت کا مقام	سنتِ مصطفیٰ ﷺ	
حقوق العباد	شیطان کے ہتھکنڈے	انتباہ	میلاد سید المرسلین ﷺ	شانِ محبوبی کے پھول	

دکھوں مصیبتوں اور پریشانیوں سے نجات اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فروغ کے لیے درود پاک کی کثرت کیجئے اور 12 ربیع الاول کی سہانی صبح اپنے کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں درود پاک کا گلدستہ پیش کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ درود پاک پڑھ کر ہمارے پاس جمع کروائیں۔

درود پاک جمع کروانے کے لیئے اس نمبر پر SMS کریں 0324-9101192

یا ہماری ویب سائٹ کے ذریعے Online جمع کروایئے www.tablighulislam.com

---

ضروری گزارش یہ رسالہ پڑھ کر خیر خواہی کی نیت سے کسی دوسرے تک پہنچا دیں اور اپنے تاثرات بذریعہ ای میل یا خط ہمیں ارسال فرمائیں اپنے مرحومین کے ایصال ثواب کے لئے آب کوثر اور دیگر رسائل تقسیم کرنے کے لئے ہم سے رابطہ فرمائیں۔

انتباہ مکتبہ سلطانیہ محمد پورہ اور مکتبہ صبح نور پیپلز کالونی فیصل آباد کے علاوہ کوئی فرد یا ادارہ اس اشاعت کی قیمت وصول کرنے کا مجاز نہیں ہے اگر کسی کو اس کا مرتکب پائیں تو اس کی اطلاع ہمارے مرکزی دفتر میں ضرور کریں۔

Al-Baghdad Printers PAK

ناشر
تحریک تبلیغ الاسلام (انٹرنیشنل)
سیکنڈ فلور بی، سی ٹاور 54 جناح کالونی فیصل آباد
فون: 2602292-41-92+ www.tablighulislam.com
ISBN 978-969-7562-40-4
9 789697 562404 >